ماں باپ پر اولاد کے حقوق کا بیان

مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد

تصنیف: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت
مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن

اولاد کے حقوق

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی
فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858

ماں باپ پر اولاد کے حقوق کے بارے میں ایک جامع اِصلاحی رسالہ

مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَادِ فِيْ حُقُوْقِ الْأَوْلَادِ

(والدین پر اولاد کے حقوق کے بارے میں راہنمائی کی قندیل)

کی تسہیل وتخریج بنام

اولاد کے حقوق

تصنیف: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مجدّد دین وملّت

مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

پیشکش

مجلس: المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب : مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَادِ فِیْ حُقُوْقِ الْاَوْلَادِ

تسہیل وتخریج بنام : اولاد کے حقوق

مصنف : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن)

سن طباعت : ربیع النور ۱۴۲۹ھ بمطابق مارچ 2008ء

قیمت :

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینہ چھوٹکی گھٹی، حیدر آباد

مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میرپور کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا
ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علیٰ اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے ولی نعمت، میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن بے مثال ذہانت وفطانت، کمال دَرَجہ فقاہت اور قدیم وجدید عُلوم میں کامل دَسترس ومہارت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً ایک ہزار کُتُب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پچپن (۵۵) سے زائد علوم و فُنون میں تَبَحُّرِ علمی پر دال ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن قلمی کاوشوں کو بینَ الاقوامی شُہرت حاصل ہوئی اُن میں ''کنزالایمان''، ''حدائقِ بخشش'' اور ''فتاوٰی رضویّہ'' (تخریج شدہ ۳۳ جلدیں) بھی شامل ہیں، آخِر الذّکر تو علوم وفُنون کا ایسا بَحرِ بیکراں ہے جو بے شمار و مُستند مسائل اور تحقیقاتِ نادِرہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جسے پڑھ کر قدر دان

انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مُجتَہِدانہ بصیرت کا پَرتَو ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُتُب رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو چاہیے کہ سرکارِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جُملہ تصانیف کا حسبِ استطاعت ضَرور مطالَعہ کرے۔

الحمد للہ عزوجل تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی" نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس "**المدینۃ العلمیۃ**" بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تراجمِ کتب

(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

(۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ** '' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی ، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں ۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا پڑوس نصیب فرمائے ۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پیش لفظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ ربُّ العزت انسان کو والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسٰنًا﴾. (پ۲۶، سورۃ الاحقاف:۱۵)

ترجمۂ کنز الایمان: ''اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے۔''

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدّدِ دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت احسن انداز میں والدین کے حقوق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی ودُنیوی پائے گا سب اُنھیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت وکمال، وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا مُوجِب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہوسکتا، نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی رُبوبیت ورحمت کے مظہر ہیں، ولہذا ''قرآن عظیم'' میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ: ﴿اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ﴾ ''حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا'' (پ۲۱، لقمان:۱۴).

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی: یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہوجاتا، میں ۶ (چھ) میل تک اپنی

ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا میں اب اس کے حق سے بری ہو گیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لعلّه أن يكون بطلقة واحدة))، رواه الطبراني في "الأوسط" عن بريدة رضي الله تعالى عنه۔ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد۲۴، ص۴۰۱، ۴۰۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً والدین کے حقوق نہایت اعظم واہم ہیں کہ اگر والدین کے حقوق کی ادائیگی میں انسان تمام زندگی مصروفِ عمل رہے تب بھی ان کے حقوق کی ادائیگی سے کما حقّہ سبکدوش نہیں ہو سکتا کیونکہ والدین کے حقوق ایسے نہیں کہ چند بار یا کئی بار ادا کر دینے سے انسان بری الذمہ ہو جائے۔ لیکن جہاں شریعتِ مُطہّرہ نے والدین کی عزت وعظمت اور مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا وہیں والدین پر بھی اولاد کے کچھ حقوق گنوائے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدّدِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے جہاں اپنی زبان وقلم کے ذریعے باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ فرمایا، کفر وارتداد کا قلع قمع کیا، بدعات ومنکرات کا ردّ فرمایا، قلوبِ مسلمین کو عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرمایا، وہیں وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی اصلاح کے پیشِ نظر عائلی معاملات ہوں یا خاندانی، حقوق اللہ کی ادائیگی ہو یا حقوق العباد کی، ہر ایک موضوع پر وعظ وتبلیغ کے ذریعے رہنمائی فرماتے رہے۔ زیرِ نظر رسالہ "مَشعَلَةُ الإرشَاد في حُقُوقِ الأولاد" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "حقوقِ اولاد" جیسے اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور تفصیل سے بیان فرمایا کہ والدین پر بھی اولاد کے حقوق ہیں۔ اگرچہ ان حقوق میں سے اکثر کی ادائیگی والدین پر واجب نہیں لیکن اگر والدین اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا، انہیں سچا مسلمان بنانا، دنیا وآخرت میں انہیں کامیاب وکامران دیکھنا اور خود بھی سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو پھر ان حقوق کا خیال رکھنا ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ بھی علم کا خزانہ ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تربیتِ اولاد سے متعلق تقریباً اسّی (۸۰) حقوق احادیثِ مرفوعہ کی روشنی میں صرف چند صفحات میں بیان فرما کر گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا، یہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا کمال ہے کہ کئی صفحات پر پھیلی ابحاث کو چند اوراق میں بیان فرما دیتے ہیں۔

اِس رسالہ کی انہی خصوصیات کے پیشِ نظر **مجلس المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی) نے اس بات کا ارادہ کیا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مجدِّدِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی اس زبردست اصلاحی تحریر کو بھی عوام وخواص اسلامی بھائیوں کی خدمت میں پیش کیا جائے، چنانچہ ''شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ'' کے مدنی اسلامی بھائیوں نے بڑی محنت ولگن سے تسہیل، تحشی اور تخریج وغیرہ کا کام کیا، جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جا سکتا ہے:

۱۔ آیات واحادیث اور دیگر عبارات کے حوالہ جات کی مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔

۲۔ جگہ جگہ عربی الفاظ اور مشکل کلمات کی تسہیل کر دی گئی ہے تاکہ ''رسالہ'' میں بیان کیے گئے مسائل بآسانی سمجھے جا سکیں۔

۳۔ اسی طرح بقدرِ ضرورت حاشیہ میں شرعی مسائل بیان کر دیے گئے ہیں۔

۴۔ اسلامی بھائیوں کی سہولت کے پیشِ نظر اصطلاحاتِ فقہیہ کی تعریفات عربی کتابوں سے عربی متن مع ترجمہ، آسان انداز میں بیان کرنے کی بھی سعی کی گئی ہے۔

۵۔ نئی گفتگو نئی سطر میں درج کی گئی ہے تاکہ پڑھنے والوں کو بآسانی مسائل سمجھ آسکیں۔

۶۔ آیاتِ قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿ ﴾، متنِ احادیث کو ڈبل بریکٹ (( ))، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو انورٹڈ کاماز '' '' سے واضح کیا گیا ہے۔

۷۔ آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست، مصنفین و مؤلفین کے نام، ان کی سنِ وفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کردی گئی ہے۔

اس کوشش میں آپ اسلامی بھائیوں کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عزوجل کی عطا، اس کے پیارے حبیب نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظرِ کرم، علمائے کرام رحمہم اللہ اور بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی ہے۔

قارئین خصوصاً علمائے کرام دامت فیوضہم سے گزارش ہے کہ اس کوشش کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے بارے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ''رسالہ'' کو عوام و خواص کے لیے نفع بخش بنائے!

آمین بجاه النبي الأمين صلّى اللّٰه تعالى عليه وآله وأصحابه وبارك وسلم !

شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مجلس المدينة العلمية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ

مَشعلۃُ الارشاد فِي حقوقِ الأولاد

(والدین پر اولاد کے حقوق کے بارے میں راہنمائی کی قندیل)

مسئلہ: ازسورون، ضلع ایٹہ محلّہ ملک زادگان، مُرسِلہ (سوال بھیجنے والے) مرزا حامد حسن صاحب ۷ جمادی الاولی ۱۳۱۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِن مسائل میں کہ باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے، اگر ہے اور وہ ادا نہ کرے تو اس کے واسطے حکمِ شرعی کیا ہے؟ مُفصّل طور پر اِرقام (یعنی تفصیل کے ساتھ بیان) فرمائیے۔

بَیِّنُوا تُوجَرُوا (بیان فرمائیے، اجر پایئے)۔

الجواب

اللہ ﷻ نے اگرچہ والد کا حق وَلَد (1) پر نہایت اعظم بتایا (یعنی باپ کا حق بچہ پر بہت ہی عظیم بتایا) یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا کہ ﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (2) حق ماں میرا

---

(1) جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ سائل نے باپ پر بیٹے کے متعلق حقوق پوچھے جس کے جواب میں حقوق بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "وَلَد" استعمال فرمایا جو بیٹا اور بیٹی دونوں ہی کو شامل ہے، والولد اسم يجمع الواحد والكثير والذكر والأنثى كما في "لسان العرب"، المجلد الثاني، ص ٤٣٥٣، اس لیے کہ بیٹے اور بیٹی کے حقوق تقریباً ایک ہی طرح کے ہیں سوائے چند کے، جن کی مکمل تفصیل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمادی۔

(2) پ ۲۱، لقمٰن: ۱٤.

اور اپنے ماں باپ کا، مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مُطلَق اسلام، پھر خصوصِ جوار، پھر خصوصِ قرابت، پھر خصوصِ عیال، ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے[1] اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشدّ وآکد (حق اُسی قدر مستحکم اور مضبوط تر) ہوتا جاتا ہے۔ علمائے کرام نے اپنی کتبِ جلیلہ (ذی شان کتابوں) مثلِ: ''اِحیاء العلوم'' ''عین العلوم'' ''مدخل'' ''کیمیائے سعادت'' ''ذخیرۃ الملوک'' وغیرہا میں حقوقِ ولد سے نہایت مختصر طور پر کچھ تعرُّض فرمایا (یعنی: ان مذکورہ کتابوں میں علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بچوں کے حقوق پر بہت ہی کم کلام فرمایا) مگر میں صرف احادیثِ مرفوعہ حضور پرنور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[2] (حضورِ پُرنور سیدِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع حدیثوں) کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

فضلِ الٰہی جل وعلا سے امید کہ فقیر کی یہ چند حرفی تحریر ایسی نافع وجامع واقع ہو (ایسی کامل اور فائدہ مند ثابت ہوگی) کہ اس کی نظیر کتبِ مُطوَّلہ (بڑی بڑی کتابوں) میں نہ ملے اس بارے میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت میرے حافظہ ونظر میں ہیں انہیں بالتفصیل مع تخریجات لکھے (اگر ان احادیث کو تفصیل کے ساتھ بحوالہ لکھوں) تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور غرض صرف اِفادۂ احکام (جبکہ مقصود صرف احکامِ شرعیہ سے آگاہ کرنا ہے)، لہٰذا سرِ دست فقط (اِس وقت صرف) وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرما رہی ہیں کمالِ تلخیص واختصار کے ساتھ شمار کروں (یعنی مختصر طور پر حدیثوں کا مکمل خلاصہ پیش کرتا ہوں) وباللّٰہ التوفیق:

---

(1) کہ بیٹا اور بیٹی عام طور پر مسلمان ہونے، پھر خاص پڑوسی ہونے، پھر قریبی رشتہ دار ہونے اور بالخصوص اُسی کے کنبہ میں ہونے کی وجہ سے باپ کی سب سے زیادہ خصوصی توجہ کے حقدار ہیں۔

(2) حدیث مرفوع: هو ما ينتهي إلى النبي صلى اللّٰه عليه وعلى آله وصحبه وسلم غاية الإسناد.

یعنی: ''وہ حدیث جس کی سند نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو حدیث مرفوع کہلاتی ہے۔'' (''نزهة النظر''، ص ١٠٤).

(۱) سب سے پہلا حق وجودِ اولاد (اولاد کی پیدائش) سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رَذِیل کم قوم (نیچ ذات) سے نہ کرے کہ بری رگ (بری نسل) ضرور رنگ لاتی ہے۔

(۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا وماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(۳) زنگیوں حبشیوں (کالے رنگ والے شیدی لوگوں) میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بدنما نہ کردے۔

(۴) جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہوجاتا ہے[1]۔

(۵) اس وقت شرمگاہِ زن (عورت کے مخصوص مقام) پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

---

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے قربت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا''. یعنی: ''اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو (اولاد) تو ہمیں دے اِسکو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔'' تو اگر اس صحبت میں ان کے نصیب میں بچہ ہوا تو اسے شیطان کبھی نقصان نہ دے سکے گا۔("صحيح البخاري"، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا أتى أهله، ج٤، ص٢١٤، الحديث: ٦٣٨٨).

اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھے''۔ پھر فرماتے ہیں: ''اس صحبت میں نہ شیطان شریک ہو اور نہ بچے کو شیطان کبھی بہکائے، بسم اللہ سے مراد پوری بسم الله الرحمن الرحيم ہے: خیال رہے کہ جیسے شیطان کھانے پینے میں ہمارے ساتھ شریک ہوجاتا ہے ایسے ہی صحبت میں بھی، اور جیسے کھانے پینے کی برکت شیطان کی شرکت سے جاتی رہتی ہے ایسے ہی صحبت میں شیطان کی شرکت سے اولاد نالائق اور جِنّاتی بیماریوں میں گرفتار رہتی ہے اور جیسے بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان کھانے پینے میں ہمارے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا ایسے ہی بسم اللہ کی برکت سے صحبت میں شیطان کی شرکت نہیں ہوتی جس سے بچہ نیک ہوتا ہے اور آسیب وغیرہ سے بھی بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ رہتا ہے، بہتر یہ ہے خاوند بیوی دونوں پڑھ لیں''۔ (''مرآۃ المناجیح''، ج۴، ص۳۰-۳۱).

(۶) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔

(۷) مرد وزَن کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے۔

(۸) جب بچہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے[1]؛ کہ خللِ شیطان (شیطانی وسوسے) و ''اُمّ الصبیان''[2] سے بچے۔

(۹) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت، اخلاق کی فالِ حسن ہے (یعنی مٹھاس، اخلاق کے اچھے ہونے میں نیک شگون ہے)۔

(۱۰) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودہویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دُختر (بیٹی) کیلئے ایک، پسر (بیٹے) کیلئے دو کہ اس میں بچے کا گویا رہن (گروی) سے چھڑانا ہے[3]۔

---

(1) بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ (''بہارِ شریعت''، جلد۳، حصہ۱۵، ص۱۵۳)۔

(2) اُمّ الصبیان: ''ایک قسم کی مرگی ہے جو اکثر بچوں کو بلغم کی زیادتی اور معدے کی خرابی سے لاحق ہوتی ہے جس سے بچوں کے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو جاتے اور منہ سے جھاگ نکلنے لگتا ہے۔'' (''فرہنگ آصفیہ''، جلد۱، ص۲۲۱)۔

(3) صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ''بہارِ شریعت'' میں فرماتے ہیں: ''گروی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس (بچے) سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا: بچہ کی سلامتی اور اسکی نشو ونما اور اس میں اچھے اوصاف (خوبیاں) ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے، یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔'' نیز اسی میں ہے: ''لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے۔'' (''بہارِ شریعت''، جلد۳، حصہ۱۵، ص۱۵۴، ۱۵۵)۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے امیر اہلسنت مدظلہ العالی کا رسالہ: ''عقیقہ کے بارے میں سوال جواب'' مطالعہ کیجئے۔

(۱۱) ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔

(۱۲) سر کے بال اتروائے۔

(۱۳) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

(۱۴) سر پر زعفران لگائے۔

(۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ ﷻ کے یہاں شاکی ہوگا (شکایت کریگا)۔

(۱۶) برا نام نہ رکھے کہ بدفال، بد ہے (کہ بُرا شگون بُرا ہے)۔

(۱۷) عبداللہ، عبدالرحمٰن، احمد، حامد وغیرہا عبادت وحمد کے نام [1] یا انبیاء، اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ مُوجبِ برکت (باعثِ برکت) ہے خصوصاً نام پاک ''محمد'' صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا وآخرت میں کام آتی ہے [2]۔

---

(1) یعنی جن ناموں میں بندہ کی نسبت اسم جلالت یعنی ''اللہ'' عزوجل یا اس کے صفاتی ناموں کی طرف ہو یا جس نام میں حمد کا معنی ہو۔

(2) **نام محمد کی برکات**

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((من ولد له مولودٌ ذكرٌ، فسمّاه محمداً حبّاً لي وتبركاً باسمي، كان هو ومولوده في الجنة)).

یعنی: ''جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے برکت حاصل کرنے کیلئے اسکا نام محمد رکھے، تو وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے''۔ (''كنز العمال''، كتاب النكاح، ج٨، الجزء١٦، ص١٧٥، الحديث: ٤٥٢١٥).

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: روز قیامت دو شخص اللہ ربّ العزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: =

(۱۸) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے۔

(۱۹) مجلس میں اس کیلئے جگہ چھوڑے۔

(۲۰) مارنے بُرا کہنے میں احتیاط رکھے۔

(۲۱) جو مانگے بَرْ وَجہِ مناسب (اچھے طریقے سے) دے۔

(۲۲) پیار میں چھوٹے لقب بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔

(۲۳) ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔

(۲۴) رذیل یا بدافعال عورت (بُرے کام کرنے والی عورت) کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

(۲۵) بچے کا نفقہ (بچے کے کھانے، پینے، کپڑے وغیرہ کے اخراجات اور) اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل۔

= الٰہی! ہم کس عمل کی بدولت جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا؟ اللہ عزوجل فرمائے گا: جنت میں جاؤ میں نے قسم ارشاد فرمائی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

("مسند الفردوس" للديلمي، ج۲، ص۵۰۳، الحديث: ۸۵۱۵)

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

((ما من مائدة وضعت فحضر عليها من اسمه أحمد أو محمد إلاّ قدّس ذلك المنزل كلّ يوم مرتين)).

یعنی: ''جس دستر خوان پر کوئی احمد یا محمد نام کا ہو، تو اس جگہ پر ہر روز دو بار برکت نازل کی جائے گی۔''

("مسند الفردوس" للديلمي، ج۲، ص۳۲۳، الحديث: ۶۵۲۵)

نوٹ: محمد نام رکھنے کے مزید فضائل و برکات ''فتاوی رضویہ''، جلد۲۴، صفحہ۶۸۶ پر اور ''بہار شریعت''، ج۳، حصہ۱۶، ص۲۱۰، ۲۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۶) اپنے حوائج واداۓ واجباتِ شریعت[1] سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں، قریبوں، محتاجوں، غریبوں (میں) سب سے پہلے حق، عیال واطفال (اہل خانہ) کا ہے، جواُن سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

(۲۷) بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔

(۲۸) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے (اولاد کو چھوڑ کر اکیلے نہ کھاۓ) بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کے تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھاۓ، زیادہ نہ ہو تو انہیں کو کھلاۓ۔

(۲۹) خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر ولطف (شفقت ومحبت) کا برتاؤ رکھے، انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹاۓ، کندھے پر چڑھاۓ۔

(۳۰) ان کے ہنسنے، کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے، ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت ومُحافظت ہر وقت حتی کہ نماز وخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔

(۳۱) نیا میوہ، نیا پھل پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔

(۳۲) کبھی کبھی حسبِ مقدور (حسبِ استطاعت) انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز (جو) کہ شرعاً جائز ہے، دیتا رہے۔

(۳۳) بہلانے کیلئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد (ارادہ) رکھتا ہو۔

(۳۴) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر ویکساں دے، ایک کو دوسرے پر

---

(1) اپنی ضروریات اور شریعتِ مطہرہ کے مقرر کردہ واجبات کی ادائیگی مثلاً: زکوۃ، صدقۂ فطر اور قربانی وغیرہ۔

بے فضیلتِ دینی (دینی فضیلت کے بغیر) ترجیح نہ دے[1]۔

(۳۵) سفر سے آئے تو ان کیلئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔

(۳۶) بیمار ہوں تو علاج کرے۔

(۳۷) حتی الامکان سخت و مُوذِی (تکلیف دہ) علاج سے بچائے۔

(۳۸) زبان کھلتے ہی "الله الله"، پھر پورا کلمہ: "لا إله إلاّ الله" پھر پورا کلمۂ طیبہ سکھائے۔

(۳۹) جب تمیز آئے ادب سکھائے، کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد، اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طُرُق و آداب (طور طریقے) بتائے۔

(۴۰) قرآن مجید پڑھائے۔

(۴۱) (لڑکے کو) استاد نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سن رسیدہ کے سپرد کردے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔

(۴۲) بعد ختمِ قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

---

(1) ''فتاویٰ قاضی خان'' میں ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے: "أنــه لا بأس بـه إذا كان التفضيل لزيادة فضل في الدين فإن كانا سواء يكره ." یعنی: ''اولاد میں سے کسی ایک کو زیادہ دینے میں کچھ حرج نہیں جبکہ اسے دوسری اولاد پر ترجیح و فضیلت دینا دینی فضل و شرف کی وجہ سے ہو، لیکن اگر سب برابر ہوں تو پھر ترجیح دینا مکروہ ہے۔'' ("الخانية"، كتاب الهبة، ج۲، ص۲۹۰).

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے: "لو كان الولد مشتغلا بالعلم لا بالكسب فلا بأس بأن يفضله على غيره كذا في "الملتقط" ." ''اگر بیٹا حصولِ علم میں مشغول ہو نہ کہ دنیوی کمائی میں تو ایسے بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینے میں کوئی مضائقہ نہیں''۔ ("الفتاوى الهندية"، كتاب الهبة، الباب السادس، ج٤، ص۳۹۱).

(۴۳) عقائدِ اسلام وسنّت سکھائے کہ لوحِ سادہ فطرتِ اسلامی وقبولِ حق پر مخلوق ہے (اس لئے کہ بچہ فطرتاً دینِ اسلام اور حق بات قبول کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے) اِس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

(۴۴) حضورِ اقدس رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم اُن کے دل میں ڈالے کہ اصلِ ایمان وعینِ ایمان ہے۔

(۴۵) حضورِ پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصلِ سنت وزیورِ ایمان بلکہ باعثِ بقائے ایمان ہے (یعنی یہ باتیں ایمان کی سلامتی اور بقا کا ذریعہ ہیں)۔

(۴۶) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔

(۴۷) علمِ دین خصوصاً وُضو، غسل، نماز وروزہ کے مسائل، توکُّل (1)، قناعت (2)، زُہد (3)، اِخلاص (4)،

---

(1) توکُّل کی تعریف: "الثقة بالله والإيقان بأنّ قضاءه ماض، واتباع نبيه ﷺ في السعي فيما لا بد له منه من الأسباب".

یعنی: ''ضروری اسباب کے اختیار کرنے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ جو کچھ مقدر میں ہے وہ ہوکر رہے گا۔'' ("القاموس الفقهية"، ج١٤، ١٨٥).

(2) قناعت کی تعریف: "هي السكون عند عدم المألوفات."

یعنی: ''روزمرہ استعمال ہونے والی چیزوں کے نہ ہونے پر بھی راضی رہنا قناعت ہے۔'' ("التعريفات" للجرجاني، ص١٢٦).

(3) زہد کی تعریف: "هو عبارة عن انصراف الرغبة عن الشيء إلى ما هو خير منه."

یعنی: ''کسی چیز کو چھوڑ کر ایسی اُخروی چیز کی طرف رغبت کرنا جو اس سے بہتر ہو۔''

("إحياء العلوم"، كتاب الفقر والزهد، ج٤، ص٢٦٧).

(4) اخلاص کا معنی: "الإخلاص أن يقصد بالعمل وجهه ورضاه فقط دون غرض آخر."

یعنی: ''اخلاص یہ ہے کہ بندہ نیک اعمال صرف اور صرف اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرے۔''

("مرقاة المفاتيح"، كتاب العلم، ج ١، ص ٤٨٦).

تواضُع[1]، اَمانت[2]، صِدق[3]، عدل[4]، حیا[5]، سلامتِ صَدْر ولِسان وغیرہا (دل وزبان اور

---

(1) تواضع کی تعریف: "الضعة خاطر في وضع النفس واحتقارها والتواضع اتباعه."

یعنی: ''اپنے آپ کو حقیر اور کمتر سمجھنے کو تواضع کہتے ہے۔'' ("منهاج العابدين"، الفصل الرابع، ص ٨١).

(2) وَدِیعت وامانت کی تعریف اور فرق: "هي أمانة تركت عند الغير للحفظ قصداً، واحترز بالقيد الأخير من الأمانة، وهي ما وقع في يد الغير من غير قصد." یعنی: ''کوئی چیز قصداً کسی دوسرے شخص کی حفاظت میں دینے کا نام ''وَدِیعت'' ہے جبکہ کوئی چیز ایسے ہی کسی کی حفاظت میں آجائے، اگر چہ اس میں قصد وارادہ ہو یا نہ ہو ''امانت'' کہلاتی ہے۔'' ("التعريفات"، ص١٧٥) . نوٹ: امانت وودیعت میں عُموم خُصوص مُطلَق کی نسبت ہے کہ ہر ودیعت امانت ہے لیکن ہر امانت ودیعت نہیں کما في "الدر"، ج٨، ص٥٢٦: والوديعة هي أخصّ من الأمانة.

(3) صدق کی تعریف: "الصدق في اللغة: مطابقة الحكم للواقع."

یعنی: ''لغت میں قائل کی بات کا واقعہ کے مطابق ہونا صدق کہلاتا ہے۔'' ("التعريفات" للجرجاني، ص٩٥).

(4) عدل کی تعریف: "العدل عبارة عن الأمر المتوسط بين طرفي الإفراط والتفريط، وقيل: العدل مصدر بمعنى العدالة، وهو الاعتدال والاستقامة، وهو الميل إلى الحق ." یعنی: ''افراط وتفریط سے بچتے ہوئے درمیانی راستہ اختیار کرنا، عدل کہلاتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: عدل مصدر ہے جس کے معنی عدالت کے ہیں چنانچہ عدل در حقیقت ''اعتدال واستقامت'' ہے یعنی حق کی طرف مائل ہونے کو عدل کہتے ہیں۔'' ("التعريفات" للجرجاني، ص١٠٦).

(5) حیا کی تعریف: (١) "الحياء تغير وانكسار يعتري الإنسان من خوف ما يعاب به أو يذم."

یعنی: ''کسی کام کے ارتکاب کے وقت مذمت اور ملامت کے خوف سے انسان کی حالت کا تبدیل ہو جانا حیاء کہلاتا ہے۔'' ("عمدة القاري"، كتاب الإيمان، باب أمور الإيمان، ج١، ص١٩٨).

(٢) "الحياء خلق يبعث على ترك القبيح ويمنع من التقصير في حق ذي الحق."

یعنی: ''حیاء وہ وصف ہے جو برے کام کے ترک پر ابھارتا ہے، اور حقدار کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی سے منع کرتا ہے۔'' ("شرح صحيح مسلم" للإمام نووي، ج١، ص٤٧).

دیگر اعضاء کی سلامتی کی) خوبیوں کے فضائل (پڑھائے نیز)، حرص وطمع[1]، حُبّ دنیا (دنیا کی محبت)،

حبِّ جاہ[2]، ریا[3]، عُجب[4]، تکبّر[5]، ....

---

(1) حرص کی تعریف: "الحرص فرط الشره في الإرادة وفي "القاموس": أسوء الحرص أن تأخذ نصيبك وتطمع في نصيب غيرك."

یعنی: ''خواہشات کی زیادتی کے ارادے کا نام حرص ہے اور'' قاموس المحیط'' میں ہے: بُری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔''

("مرقاة المفاتيح"، كتاب الرقاق، باب الأمل والحرص، ج ٩، ص١١٩).

(2) حبّ جاہ: "أصل الجاه هو انتشار الصيت والاشتهار."

یعنی: ''لوگوں میں شہرت اور ناموری چاہنا حبّ جاہ ہے۔''

("إحياء العلوم"، كتاب ذم الجاه والرياء، ج٣، ص٣٣٩).

(3) ریا کی تعریف: "الرياء ترك الإخلاص في العمل بملاحظة غير الله فيه."

یعنی: ''اخلاص کے چھوڑ دینے کا نام ''ریا'' ہے چنانچہ اللہ رب العزت جل وعلا کے علاوہ کسی اور کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی عمل کرنا ریا ہے۔''

("التعريفات" للجرجاني، ص٨٢).

(4) عجب کی تعریف: "العجب هو استعظام النعمة، والركون إليها، مع نسيان إضافتها إلى المنعم."

یعنی ''منعمِ حقیقی جل وعلا کی نعمت وعطا کو بھول کر کسی دینی یا دنیوی نعمت کو اپنا ہی کمال تصور کرنا، اور اس کے زوال سے بے خوف ہو جانا عجب ہے۔''

("إحياء العلوم"، كتاب ذم الكبر والعجب، ج ٣، ص، ٤٥٤).

(5) تکبر کی تعریف: "الكبر أن يرى الإنسان نفسه أكبر من غيره."

یعنی: ''تکبر کا معنی یہ ہے کہ انسان خود کو دوسروں سے زیادہ بڑا خیال کرے۔''

("مفردات إمام راغب"، ص ٦٩٧).

خیانت (1)، کِذب (2)، ظلم (3)، فحش (4)، غیبت (5)، ....

= حدیث پاک میں ہے: ''حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا'' ایک شخص نے عرض کی: ایک آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰه جميل يحبّ الجمال، الكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)).

یعنی: ''اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے، تکبُّر حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔''

("صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ص ٦٠-٦١، رقم الحديث: ١٤٧).

(1) خیانت کی تعریف: "الخيانة هو التصرّف في الأمانة على خلاف الشرع."

یعنی: ''اجازتِ شرعیہ کے بغیر کسی کی امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے۔''

("عمدة القاري"، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق، ج ١، ص ٣٢٨).

(2) کذب کی تعریف: "الكذب: عدم مطابقة الخبر للواقع."

یعنی: ''کہنے والے کی بات کا ظاہر کے خلاف ہونا جھوٹ ہے۔'' ("التعريفات" للجرجاني، ص ١٢٩).

(3) ظلم کی تعریف: "وضع الشيء في غير موضعه، وفي الشريعة: عبارة عن التعدي عن الحقّ إلى الباطل، وهو الجور." یعنی: ''کسی چیز کو اس کی جگہ نہ رکھنا ظلم ہے اور شریعت میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ کسی کا حق مارنا یا اس کے ساتھ زیادتی کرنا۔'' ("التعريفات" للجرجاني، ص ١٠٢-١٠٣).

(4) فحش کی تعریف: "هو ما ينفر عنه الطبع السليم ويستنقصه العقل المستقيم."

یعنی: ''فحش، وہ بے ہودہ باتیں اور بُرے افعال ہیں جن سے طبیعتِ سلیمہ نفرت کرے اور عقلِ صحیح خامی قرار دے۔''

("التعريفات" للجرجاني، ص ١١٧).

(5) غیبت کی تعریف: ''غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا۔'' (''بہارِ شریعت''، جلد ۳، حصہ ۱۶، ص ۱۴۹)۔

حسد[1]، کینہ[2] وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔

(۴۸) پڑھانے سکھانے میں رِفْق ونرمی ملحوظ رکھے۔

(۴۹) موقع پر چشم نمائی، تنبیہ، تہدید کرے (مناسب موقع پر سمجھائے اور نصیحت کرے) مگر کوسنا (بددعا) نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کیلئے سببِ اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ اِفساد (بگاڑ) کا اندیشہ ہے۔

(۵۰) مارے تو منہ پر نہ مارے۔

(۵۱) اکثر اوقات تہدید وتخویف پر قانع رہے (ڈرانے دھمکانے پر اکتفا کرے اور) کوڑا قمچی (چھڑی) اس کے پیشِ نظر رکھے کہ دل میں رُعب (خوف) رہے۔

(۵۲) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط (چستی) پر باقی رہے۔

(۵۳) مگر زِنہار......! زِنہار......! (ہرگز ہرگز) بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یارِ بد مارِ بد (بری صحبت زہریلے سانپ) سے بدتر ہے۔

(۵۴) نہ ہرگز ہرگز ''بہارِ دانش''، ''مینا بازار''، ''مثنوی غنیمت'' وغیرہا کتبِ عشقیہ وغزلیاتِ فسقیہ دیکھنے دے (عشق مجازی پر مشتمل کتابوں اور فسق وفجور سے بھرپور غزلوں کو نہ پڑھنے دے) کہ نرم لکڑی جدھر

---

(1) حسد کی تعریف: "تمني زوال نعمة المحسود إلى الحاسد." یعنی: ''کسی شخص کی نعمت دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ یہ نعمت اس سے زائل ہوکر مجھے مل جائے۔'' ("التعريفات" للجرجاني، ص٦٢).

(2) کینہ کی تعریف: ''دل میں دشمنی کو روکے رکھنا اور موقع پاتے ہی اس کا اظہار کرنا کینہ ہے''، كما في "لسان العرب": "إمساك العداوة في القلب والتربُّص لفُرصتها." ("لسان العرب"، ج١، ص٨٨٨).

"الحِقد: أن يلزم قلبه استثقاله، والبغضة له، والنفار عنه، وأن يدوم ذلك ويبقى."

یعنی: ''کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، دشمنی وبغض رکھے، نفرت کرے اور یہ بات ہمیشہ باقی رہے۔'' ("إحياء العلوم"، كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج٣، ص٢٢٣).

جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو "سورۂ یوسف شریف" کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زنان (عورتوں کی خفیہ چالوں) کا ذکر فرمایا ہے، پھر بچوں کو خُرافاتِ شاعرانہ (مبالغہ آمیز بیہودہ باتوں) میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے......!

(۵۵) جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔

(۵۶) اِس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے جدا بچھونے، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

(۵۷) جب جوان ہو شادی کر دے، شادی میں وہی رعایتِ قوم و دین و سیرت و صورت ملحوظ رکھے[1]۔

(۵۸) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو (اندیشہ ہو تو) اسے اَمر و حکم کے صِیغہ سے نہ کہے بلکہ برِفق ونرمی بطورِ مشورہ کہے؛ کہ وہ بلائے عقوق (نافرمانی کی مصیبت) میں نہ پڑے۔

(۵۹) اسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو (میراث) نہ پہنچنے کی غرض سے کُل جائیداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

(۶۰) اپنے بعدِ مرگ (انتقال کے بعد) بھی ان کی فکر رکھے یعنی (زندگی میں) کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے، ثُلُث (ایک تہائی مال) سے زیادہ خیرات نہ کرے۔

یہ ساٹھ حق تو پسر و دُختر (بیٹا و بیٹی) سب کے ہیں بلکہ دو حق اَخیر (دو آخری حقوق، نمبر ۵۹ اور ۶۰) میں سب وارث شریک، اور خاص پسر کے حقوق سے ہے کہ:

(۶۱) اسے لکھنا،

(۶۲) پیرنا (تیرنا اور)،

(۶۳) سپہ گری (جنگی تربیت) سکھائے۔

---

(1) جیسا کہ حق نمبر ۱ تا ۳ میں بیان ہوا۔

(۶۴) ''سورۂ مائدہ'' کی تعلیم دے۔

(۶۵) اِعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے۔

خاص دختر کے حقوق سے ہے کہ:

(۶۶) اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمتِ الٰہیہ جانے۔

(۶۷) اسے سینا پرونا کاتنا (سلائی، کڑھائی) کھانا پکانا سکھائے۔

(۶۸) ''سورۂ نور'' کی تعلیم دے۔

(۶۹) لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ (فساد کا اندیشہ) ہے[1]۔

(۷۰) بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی وخاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا (چھوٹا) ہوتا ہے۔

(۷۱) دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے۔ (یعنی دونوں کو دیتے وقت مکمل عدل وانصاف کرے)۔

(۷۲) جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔

(۷۳) نو برس کی عمر سے (بیٹیوں کو) نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے۔

(۷۴،۷۵،۷۶) اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے، شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگر چہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں

---

(1) اس مسئلہ کی وضاحت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب مدظلہ العالی نے ''فتاوی امجدیہ'' کے حاشیہ میں فرمائی ہے جہاں تفصیلی کلام کرنے کے بعد آخر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''الحاصل: اگر معاشرتی یا خاندانی یا شخصی حالات کے پیشِ نظر عورتوں کو لکھنا سکھانے میں مطلقاً احتمالِ فتنہ نہ ہو كما في القرون الأولى تو جائز ہوگا اور اگر احتمال ہو تو احتمال کے مطابق حکمِ کراہت ہوگا كما في زماننا۔''

(''فتاوی امجدیہ''، ج۴، ص۲۵۹).

کوتھوڑی ٹھیس بہت ہے، بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مُطلَق بندش کرے (فنکشنوں میں جانے سے بالکل روک دے) گھر کوان پر زِندان (قید خانہ کی طرح) کردے بالاخانوں (چھتوں) پر نہ رہنے دے۔

(۷۷) گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ (نکاح کے) پیام، رغبت کے ساتھ آئیں۔

(۷۸) جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے[1]۔

(۷۹) حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔

(۸۰) زِنہار......! زِنہار......! کسی فاسق فاجر خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔

یہ اَسّی حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مُواخذہ (گرفت) نہیں .... اور بعض (کے ترک) پر آخرت میں مطالبہ ہو، مگر دنیا میں بیٹے کیلئے باپ پر گرفت و جبر نہیں، نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جِدال و نزاع (لڑائی جھگڑا) کرے، سوا چند حقوق کے کہ ان میں جبرِ حاکم و چارہ جوئی و اعتراض کو دخل ہے۔ (چند حقوق میں حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ بیٹے کو حق دینے دلوانے کے لئے باپ کو مجبور کرے، اور اسی طرح بیٹے کو باپ کے خلاف دعویٰ دائر کرنے اور اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:)

---

(1) کفو کے مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''بہارشریعت'' میں فرماتے ہیں کہ: ''کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح، عورت کے اولیاء کے لیے باعث ننگ و عار ہو، کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔''

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے:

(۱) نسب (۲) اسلام (۳) حرفہ (پیشہ) (۴) حریت (آزاد ہونا) (۵) دیانت (۶) مال۔''

(''بہارشریعت''، جلد دوم، حصہ ۷، کفو کا بیان، ص ۴۶)۔

اوّل: نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا، نہ مانے تو قید کیا جائے گا، حالانکہ فُروع (اولاد) کے اور کسی دَین میں اُصُول (یعنی والدین) مَحبوس نہیں ہوتے۔

في "ردّ المحتار" عن "الذخيرة": (لا يحبس والد وإن علا في دين ولده وإن سفل إلاّ في النفقة؛ لأنّ فيه إتلاف الصغير)[1].

ترجمہ: "فتاویٰ شامی" میں "ذخیرہ" کے حوالے سے نقل کیا ہے: والد اپنے بیٹے کے قرض کے سلسلے میں قید نہیں کیا جاسکتا خواہ سلسلۂ نسب اوپر تک بلحاظ باپ اور نیچے تک بلحاظ بیٹا چلا جائے البتہ نان نفقہ نہ دینے کی صورت میں باپ کو قید کیا جائے گا؛ کیونکہ اس میں چھوٹے کی حق تلفی ہے۔

دوم: رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا، بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا واجب، نہ دے تو جبراً لی جائے گی جبکہ بچے کا اپنا مال نہ ہو، یوہیں ماں بعدِ طلاق ومُرورِ عدت (طلاق اور عدّت گزرنے کے بعد) بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اسے بھی تنخواہ دی جائے گی كما في "الفتح" و"رد المحتار" وغيرهما (جیسا کہ "فتح القدیر" اور "ردالمحتار" وغیرہ میں ہے)[2]۔

سوم: حضانت (پرورش) کہ لڑکا سات برس، لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں، نانی، دادی خالہ پھپّی کے پاس رکھے جائیں گے اگر ان میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبراً تنخواہ دلائی جائے گی كما أوضحه في "ردّ المحتار"۔ (جیسا کہ "ردالمحتار" میں اس کی وضاحت کی گئی ہے)[3]۔

---

(1) "ردّ المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٤٦.

(2) "ردّ المحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٦٨.

(3) "ردّ المحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٦٦.

چہارم: بعد انتہائے حضانت بچہ کو اپنی حفظ و صیانت میں لینا (لڑکے کو سات اور لڑکی کو نو برس بعد اپنی حفاظت اور نگہبانی میں رکھنا) باپ پر واجب ہے، اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا، کما في "ردّ المحتار" عن "شرح المجمع"۔ (جیسا کہ "شرح المجمع" سے "ردالمحتار" میں نقل کیا گیا ہے)[1]۔

پنجم: اُن کیلئے ترکہ باقی رکھنا کہ بعدِ تعلق حقِ ورثہ یعنی بحالتِ مرض الموت مورِث اس پر مجبور ہوتا ہے یہاں تک کہ ثلث سے زائد میں اس کی وصیت بے اجازتِ وُرَثہ نافذ نہیں[2]۔

ششم: اپنے بالغ بچے، پسر خواہ دختر کو غیر کفو سے بیاہ (شادی کر) دینا، یا مہر مثل[3] میں غبن فاحش کے ساتھ (یعنی بہت زیادہ کمی یا زیادتی کے ساتھ نکاح کرنا) مثلاً دختر کا مہرِ مثل ہزار ہے پانسو پر نکاح

---

(1) "ردّ المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٤٦.

(2) مرض الموت کی حالت میں وارثوں کا حق مورث کے ترکہ سے متعلق ہوجاتا ہے، اور اسی وجہ سے وارث بنانے والا اپنا مال و اسباب ورثاء کے لئے چھوڑنے پر شرعاً مجبور ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ اگر مُورِث تہائی مال سے زیادہ وصیت کرے تو وارثوں کی اجازت کے بغیر ایک تہائی مال سے زیادہ میں اس مُورِث کی وصیت جاری نہیں ہوگی۔

(3) عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اس کے لئے ''مہرِ مثل'' ہے مثلاً اس کی بہن، پھپی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کیلئے مہرِ مثل نہیں جب کہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو، اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اس کا مہر اس کے لئے مہرِ مثل ہے اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لئے مہرِ مثل ہے وہ کن اُمور میں اس جیسی ہو ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) عمر (۲) جمال (۳) مال میں مشابہ ہو (۴) دونوں ایک شہر میں ہوں (۵) ایک زمانہ ہو (۶) عقل و (۷) تمیز و (۸) دیانت و (۹) پارسائی و (۱۰) علم و (۱۱) ادب میں یکساں ہوں (۱۲) دونوں کنواری ہوں یا دونوں ثیب، (۱۳) اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان اُمور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے۔ =

کردیا، یا بہو کا مہر مثل پانسو سے ہزار باندھ لینا، یا پسر کا نکاح کسی باندی سے یا دختر کا کسی ایسے شخص سے جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا مال میں وہ نَقص (عیب) رکھتا ہو جس کے باعث اُس سے نکاح موجبِ عار (شرم کا باعث) ہو، ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیا ہوا نافذ ہوتا ہے جبکہ نشے میں نہ ہو، مگر دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہوگا کما قدمنا في النكاح. (جیسا کہ بحثِ نکاح میں ہم نے اسے پہلے بیان کردیا ہے)[1]۔

ہفتم: ختنہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑ دیں، سلطانِ اسلام انہیں مجبور کریگا، نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گا کما في "الدرّ المختار"۔ (جیسا کہ "درمختار" میں ہے)[2]۔

واللہ تعالی أعلم

رسالہ: "مشعلة الإرشاد" ختم ہوا۔

= بعد میں کسی قسم کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔ ("الدرّ المختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٧٣-٢٧٦).

اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو جس کا مہر اس کے لئے مہرِ مثل ہوسکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو، اُس کا مہر اس کے لئے مہرِ مثل ہوگا۔ (عالمگیری)

("الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع، ج١، ص٣٠٦).

("بہارِ شریعت"، جلد دوم، حصہ ۷، مہر کا بیان، ص۶۲-۶۳)۔

(1) "الفتاوى الرضوية"، كتاب النكاح، باب الولي، ج١١، ص ٥٧٩.

(2) "الدرّ المختار"، كتاب الخنثى، مسائل شتى، ج١٠، ص ٥١٥.

﴿ماخذ ومراجع﴾

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	کنز الایمان	اعلیحضرت امام احمد رضا خان (ت ۱۳٤۰ ھ)	پاک کمپنی، اردو بازار لاہور
2	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی (ت۵۰۵ ھ)	دار صادر، بیروت
3	التعریفات	سید شریف الجرجانی (ت ۸۱٦ ھ)	دار المنار للطباعۃ والنشر
4	الدرّ المختار	علامہ علاء الدین الحصکفی (ت۱۰۸۸ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
5	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ امجد علی اعظمی (ت۱۳٦۷ھ)	مکتبہ رضویہ، کراچی
7	ردّ المحتار	علامہ ابن عابدین الشامی (ت ۱۲۵۲ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
8	نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر	حافظ ابن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ھ)	فاروقی کتب خانہ، ملتان
9	شرح صحیح مسلم	امام یحیی بن شرف النووی (ت ٦۷٦ ھ)	دار الحدیث، ملتان
10	صحیح البخاری	امام محمد بن إسماعیل (ت۲۵٦ ھ)	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
11	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج القشیری (ت ۲٦۱ھ)	دار ابن حزم، بیروت
12	عمدۃ القاری	علامہ محمد بن احمد العینی (ت۸۵۵ ھ)	بنگلہ اسلامک اکیڈمی
13	فتاوی امجدیہ	صدر الشریعہ امجد علی اعظمی(ت۱۳٦۷ھ)	مکتبہ رضویہ، کراچی
14	فتاوی قاضی خان	حسن بن منصور قاضی خان (ت ۵۹۲ ھ)	مکتبہ حقانیہ،پشاور
15	فتاوی رضویہ	امام اھلسنت احمد رضا خان (ت ۱۳٤۰ ھ)	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
16	فتاوی ھندیہ	ملا نظام الدین اور دیگر علمائے کرام رحمہم اللہ	مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ
17	فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ھ)	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
18	فرہنگ آصفیہ	مولوی سید احمد دھلوی (ت ----)	سنگ میل پبلیکیشنز ، لاہور
19	کنز العمال	علاء الدین علی الھندی (ت۹۷۵ ھ)	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
20	لسان العرب	علامہ محمد بن مکرم الافریقی (ت۷۱۱ ھ)	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت
21	مرآۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی (ت۱۳۹۱ ھ)	ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور
22	مسند الفردوس	شیرویہ بن شھردار الدیلمی (ت ۵۰۹ ھ)	دار الفکر، بیروت
23	منہاج العابدین	حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی (ت۵۰۵ ھ)	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
24	مفردات الفاظ القرآن	علامہ راغب اصفہانی (ت ٤۲۵ ھ)	دار القلم، دمشق
25	وقار الفتاوی	مفتی وقار الدین قادری (ت۱٤۱۳ ھ)	بزم وقار الدین، کراچی